ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue I, (Jan to March 2023)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر رابعہ شاہ

لیکچرر ہزارہ یونیورسٹی۔

ڈاکٹر الطاف یوسف زئی

ایسوسی ایٹ پروفیسر ہزارہ یونیورسٹی۔

حفصہ الطاف

ریسرچ سکالر ہزارہ یونیورسٹی۔

غضنفر علی بطور خاکہ نگار "سرخ رو" کے خصوصی مطالعہ کے تناظر میں

Dr. Rabia Shah
Lecturer, Hazara University.
Dr.Altaf Yousafzai
Associate Professor, Hazara University.
Haafsa Altaf
Research Scholar, Hazara University.

Ghazanfar Ali as a Sketch Artist in the Context of a Special Study of “Surkhru"

Surkhru is a book of sketches by Ghazanfer. It contains sketches of thirteen famous literary figures. These famous literary figures were friends or relatives of Ghazfar. Ghazanfar has verbally portrayed this personality. These images are so complete and unique that all aspects of the personality are captured in it. The use of language and expression in Ghazanfar,s sketches is very good .He has shown a lot of humor and elegance in his sketches ,as well as a wonderful expression and seriousness.

Key Words: *Surkroo, Sketches, Ghazanfer, Literary Figures.*

سرخ رو غضنفر کے خاکوں کی پہلی کتاب ہے جو پہلی دفعہ ۲۰۱۰ء کو منظر عام پر آئی۔ سرخ رو میں غضنفر نے ۱۳ شخصیات کے خاکے لکھے ہیں۔ چند اہم شخصیات جن کے خاکے کتاب ہذا میں شامل ہیں ان میں پروفیسر شہریار، گوپی چند نارنگ، طارق چھتاری، نسیم عالم، خورشید احمد فاطمی، خالد محمود، فرحت احساس، ابوالکلام قاسمی، عنبر بہرائچی، بشریٰ اور پروفیسر اودے نرائن سنگھ اہمیت کے حامل ہیں۔ خاکہ میں کسی ایک یا کئی شخصیتوں کی قلمی تصویر کشی کی

جاتی ہے۔ یہ تصویر اس قدر مکمل اور منفرد ہوتی ہے کہ اس میں شخصیت کے تمام پہلو سما جاتے ہیں۔ اس صنف میں نہ صرف شکل و شبہات کی نمود و نمائش اور سراپا نگاری کی جاتی ہے بلکہ اس شخصیت کے افکار و عادات، عقائد و نظریات، کردار الغرض تمام پہلوؤں کو مختصر اور جامع الفاظ میں صفحہ ء قرطاس پر پھیلا دیا جاتا ہے بلکہ شخصیت کے چیدہ چیدہ پہلوؤں کو بیان کر کے شخصیت کی لفظی تصویر کشی کی جاتی ہے۔ یہ تصویر کشی اس انداز و الفاظ میں کی جاتی ہے گویا جیسے چلتی پھرتی تصویر ہوتی ہے۔ غضنفر نے بھی اپنی کتاب میں تیرہ مشہور علمی و ادبی شخصیات کی لفظوں کی مدد سے ایسی تصویر کھینچی ہے

کہ یہ شخصیات ہمیں چلتی پھرتی دکھاتی دیتی ہیں۔ غضنفر نے ان اشخاص کے خاکے لکھے ہیں جو ان کے دوست یا قرابت دار تھے۔ ان اشخاص سے غضنفر اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کی قلمی تصویر کھینچ کر رکھ دی اس تصویر میں وہ بولتے مسکراتے اپنی شخصیت کی تمام تر خوبیوں کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔

گوپی چند نارنگ کے ساتھ غضنفر بہت اچھے مراسم تھے۔ انہوں نے کٹھن حالات میں غضنفر کی پشت پناہی کی۔ غضنفر نے گوپی چند نارنگ پر عقیدت مندانہ مضمون نما خاکہ لکھا جس سے ہمیں نارنگ کے ساتھ غضنفر کی محبت کا اندازہ ہوتا ہے۔ غضنفر نے اس خاکے میں نارنگ صاحب کی خوبیوں کو ظاہر کیا ہے اور ان کی کمیوں کے پہلو سے دامن بچایا ہے۔ غضنفر نے اپنے محسن کا جو خاکہ لکھا ہے اس میں وہی طرز اپنایا ہے جو "آب حیات" میں استاد ذوق کے لیے اپنایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عمدہ تشبیہات کا استعمال کیا گیا ہے۔ جس سے اس کے حسن میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ غضنفر نے نارنگ صاحب کا خاکہ لکھتے ہوئے اس میں مبالغہ آرائی سے خوب کام لیا ہے۔ انھوں نے نارنگ صاحب کا کردار بڑھا چڑھا کر قاری کے سامنے پیش کیا ہے۔ جس کی وجہ سے قاری اس خاکے کو نثری قصیدہ بھی کہہ سکتا ہے۔ یہ نہ مکمل طور پر خاکہ ہے اور نہ مضمون۔ یہ مضمون اور خاکے کی درمیانی کڑی ہے۔ خاکہ نگار سے اس خاکے کو تحریر کرتے وقت خاکے کی بنیادی شرائط کو مد نظر رکھا ہے۔ خاکے میں اختصار اور جامعیت پیدا کرنا ایک مشکل کام ہے لیکن غضنفر نے بڑی سلیقہ مندی سے اس کام کو سرانجام دیا ہے۔ چھوٹے چھوٹے جملوں میں بڑی بات کہہ دینا غضنفر کے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ غضنفر گوپی چند نارنگ کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "گوپی چند نارنگ میں بہار کا رنگ بھی ہے جو شگفتہ مزاجی، کشادہ ذہنی، فراخ دلی، روشن دماغی اور خندہ پیشانی سے ابھرا ہے اور خوش اسلوبی، خوش انتظامی، خوش روی اور خوش سلیقگی کے سنگ صیقل پر نکھرا ہے۔ یہ رنگ نارنگ کے خط و خال میں، خواب میں، خیال

میں، خوشبو میں، خواص میں، خون میں، خمیر میں خانے میں، خاصے میں سب میں نظر آتا ہے۔" [1]

غضنفر نے نارنگ صاحب کی شخصیت کی عکاسی بہترین انداز میں کی ہے۔ جس سے قاری ان کے مزاج، ذہنی وسعت اور اخلاق سے آگاہ ہوتا ہے۔ ان کی شخصیت کا رچاؤ اور مزاج کا ٹھہراؤ قاری کو متاثر کرتا ہے۔

غضنفر پیغام آفاقی کی شخصیت سے متاثر تھے۔ ان کی خوبیاں غضنفر کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں۔ آپ ایک مستقل مزاج شخص، با اخلاق اور بامروت انسان تھے۔ پیغام کی شخصیت کا نمایاں وصف خود اعتمادی ہے۔ اور وہ اس حد تک ہے کہ کسی کام کا اگر سوچ لیں تو سمجھتے تھے کہ ہو گیا ہے۔ غضنفر جب بھی دہلی جانے کا ارادہ کرتے ہیں تو سب سے پہلے پیغام آفاقی کے گھر جاتے ہیں۔ پیغام آفاقی کے گھر غضنفر کو وہی سکون ملتا جو اپنے گھر علی گڑھ میں ملتا ہے۔ اتنے دوست احباب رشتے دار ہونے کے باوجود وہ پیغام آفاقی کے گھر کو ترجیح دیتے ہیں۔ غضنفر اپنی کتاب "سرخ رو" میں پیغام آفاقی کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اس سے مل کر مجھے صرف خوشی ہی نہیں ملتی بلکہ جینے کا حوصلہ بھی ملتا ہے مجھ میں کچھ کرنے کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ نئے نئے آئیڈیاز جنم لیتے ہیں۔ نئے نئے منصوبے سوجھتے ہیں۔ اس سے باتیں کر کے پیاس مٹتی ہے، پیاس بجھتی ہے مایوسی دور ہوتی ہے۔ ذہن تعمیر و تخلیق کی جانب اڑان بھرنے لگتا ہے۔ ایسا بہت کم لوگوں سے مل کر ہوتا ہے۔" [2]

غضنفر کا پیغام کے ساتھ بہت ہی اچھا سلوک تھا۔ یوں تو وہ ویسے بھی وہ بہت ہمدرد انسان تھے مگر غضنفر کے ساتھ نہایت دوستانہ تعلقات تھے۔ اسی تعلق کی بنا پر انہوں نے اپنے دوست سے بہت کچھ اچھا سیکھا۔ غضنفر کو پیغام آفاقی نے زندگی گزارنے کے اصولوں کے ساتھ ساتھ ادب کے اصول بھی سکھائے۔ اس کو اچھا سوچنا سکھایا۔ اپنے تجربات اور مشاہدات سے آپ کو آگاہی دی فراہم کرتے رہے۔ غضنفر کا کہنا ہے کہ اگر پیغام آفاقی میری زندگی میں نہ آتے تو میری زندگی کا ایک کونہ ادھوری رہ جاتا۔ ایک جگہ یوں رقمطراز ہیں:

"میں نے ہمیشہ اسے سہج اور سادہ پایا ہے وہ آسانی سے ہاتھ آجانے والا انسان ہے۔ جس عہدے پر وہ فائز ہے اور جس طرح کے اختیارات وہ رکھتا ہے، تکبر پیدا کرنے کے لیے کافی ہیں اس پوزیشن میں بھی اس کے اندر وہی انکساری اور خاکساری ہے جو اس کے بے سروسامانی کے دنوں میں موجود تھی۔" [3]

غضنفر نے نسیم عالم کا خاکہ لکھا ہے۔ نسیم عالم غضنفر کے بہت اچھے دوستوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہونے کے ساتھ ساتھ شعر و شاعری سے بھی شغف رکھتے ہیں۔ نسیم عالم میں چاہے جانے کی بے شمار وصف موجود ہیں۔ آپ کا ایک ایک پہلو قابل تعریف ہے۔ آپ کے اخلاق، دل، دماغ سب ہی خوبصورت اور پرکشش معلوم ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے بہت سے لوگ نسیم عالم کے شیدائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نسیم عالم کو اچھی سیرت کے ساتھ اچھی صورت سے بھی نوازا ہے۔ ان میں وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جو ایک اچھے انسان میں ہوتی ہیں۔ غضنفر اپنے خاکے میں ان کے بالوں کا ذکر خوبصورت انداز میں کرتے ہیں:

> "ان کے بال بہت اچھے تھے گھنگھرالے بال ذرا بڑھ جاتے تو اور بھی اچھے لگنے لگتے مگر ان کا بڑھنا دادا کو پسند نہیں تھا۔ اس لیے نہیں کہ وہ انہیں اچھے نہیں لگتے تھے بلکہ اس لیے کہ ان کے حساب سے بڑے بال پڑھائی میں مخل ہوتے تھے کہ ان کی دیکھ بھال اور بناؤ سنگھار پر وقت صرف ہوتا تھا چنانچہ وہ اکثر ٹوکا کرتے تھے۔"(4)

غضنفر نے اپنی کتاب "سرخ رو" میں عشق کا آدمی" کے عنوان سے خورشید احمد کا خاکہ لکھا۔ خورشید احمد جنہیں غضنفر خورشید بھائی کہہ کر پکارتے تھے۔ خورشید بھائی سے غضنفر کی پہلی ملاقات کچھ عجیب سے انداز میں ہوئی تھی۔ غضنفر علی ایک گھر میں ٹیوشن پڑھاتے تھے۔ وہاں سے واپسی پر ان کو خورشید بھائی ملے۔ خورشید بھائی نے غضنفر کے ساتھ دعا سلام کے بعد چائے کی پیش کش کی غضنفر نے بڑی دل جمعی کے ساتھ اس پیش کش کو قبول کیا۔ یوں لکھتے ہیں:

> "چائے کے دوران اس نے اپنا تعارف کرانا شروع کیا تو میں بیچ میں بول پڑا، "آپ کو کون نہیں جانتا" میرے اس جملے کو سنتے ہی اس نے ویٹر کو مخاطب کیا۔ ویٹر آ گیا تو بولا اس ہوٹل کی سب سے اچھی مٹھائی لاؤ، مٹھائی آ گئی تو اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں تعریف مفت میں نہیں لیتا۔"(5)

اس طرح ان کی خوشگوار ملاقات ہوئی اور یہ سلسلہ آگے چلتا گیا۔ غضنفر کو خورشید بھائی نے اپنی زندگی کے ہر پہلو سے آگاہ کیا۔ وہ ان کو اپنا بھائی کہتے تھے اور سمجھتے بھی تھے۔ انہوں نے غضنفر کو اپنی پیار و محبت کی داستانیں سنائیں جس کی وجہ سے وہ ایک شاعر بن گئے تھے۔ خورشید بھائی کے عشق کا ایک منفرد پہلو یہ تھا کہ انہیں اپنی ذات سے زبردست عشق تھا۔ وہ ہر وقت خود کو جوان رکھنے کے لیے کوشاں تھے۔ طرح طرح کی ترکیبیں کرتے تھے۔

رسالوں میں مختلف ٹوٹکے پڑھ کر ان کو خود پر لاگو کرتے کہ میں ہر وقت جواں اور خوبصورت نظر آؤں۔ غضنفر ایک جگہ اس بارے میں لکھتے ہیں:

"ایک صبح اچانک وقت سے پہلے میری آنکھ کھل گئی اور میں چونک کر دروازے کی طرف بھاگا مجھے لگا جیسے کمرے میں کوئی جانور گھس آیا ہے۔ دروازے کے پاس پہنچ کر ادھر ادھر دیکھا تو کہیں کوئی جانور نہیں تھا مگر اس کے بولنے کی آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی۔ میں حیران پریشان کہ یہ غیبی آواز کہاں سے آرہی ہے کہ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ عشق کا آدمی دیوار کے سہارے ایک گوشے میں چوپایا بنا "میں میں " کر رہا تھا۔ یکایک کافکا کی کہانی میٹامارفس میرے ذہن میں ابھر آئی میں ڈر گیا کہ کہیں میرے دوست کی بھی قلب ماہیت تو نہیں ہو گئی۔ گھبرا کر پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے تو اپنی پھولی ہوئی آواز میں رک رک کر بولا " حسن کو قائم رکھنے کا یہ بھی ایک نسخہ ہے پیارے!۔"(6)

اس اقتباس میں غضنفر نے اپنی آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کیا ہے جس میں خورشید بھائی اپنے آپ کو جوان اور حسین رکھنے کے لیے طرح طرح کے حربے استعمال کرتے تھے۔ غضنفر نے جب ممیانے کی آواز سنی تو ایک حیرت میں مبتلا ہو گئے جب معلوم کرنے پر ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا کر رہے ہیں تو کہا کہ حسن کو قائم رکھنے کا یہ طریقہ ہے۔ ممیانے سے معدے پر پریشر پڑتا ہے اور اسی سلسلے میں چہرے پر تازگی آتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو سرسبز و شاداب دکھانے کے لیے اسی طرح کے نسخے اور ٹوٹکے کرتے تھے۔

غضنفر نے خورشید بھائی کا خاکہ عشق کا آدمی کے نام سے لکھا ہے جس میں ان کی عشق کی داستانیں بیان کی ہیں۔ عشق کے مختلف روپ ہیں۔ پہلا حسیناؤں کا عشق، دوسرا اپنی ذات سے عشق، تیسرا عشق کتب بینی کا ہے اور یہ روپ جنون کی حد تک پہنچا ہوا ہے۔ علم وادب سے ہمیشہ شغف رکھتے تھے۔ غضنفر نے خورشید بھائی کا خاکہ بہترین الفاظ سے تحریر کیا ہے۔

علی احمد فاطمی ایک نامور محقق، نقاد ادیب اور استاد ہیں۔ جنہوں نے مختلف اصناف نثر میں طبع آزمائی کی۔ علی احمد فاطمی کو تاریخ اور سیاست سے گہری دلچسپی ہے۔ اس حوالے سے وہ وقتاً فوقتاً لکھتے رہتے ہیں۔ علمی وادبی حلقوں میں ان کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ درس و تدریس کے پیشے سے وابستہ ہیں جامعہ الہ آباد نے ان کی سرپرستی میں گراں قدر کارنامے سرانجام دیے۔ آپ کی علمی وادبی خدمات کو اندرونی وبیرونی ممالک

نے کئی انعامات و اعزازات سے نوازا ہے۔ لکھنا لکھوانا پڑھنا پڑھانا، محفلیں منعقد کرنا۔ کانفرنسوں اور سیمیناروں میں شریک ہونا۔ آج یہاں تو کل وہاں، کبھی کسی رسالے کا اجرا کرنا کبھی بیمار بیوی کی مزاج پرستی کرنا، کبھی ایک دوسرے کا خیال رکھنا۔ دوسروں کی باتیں سننا اور سہنا یہ کسی عام آدمی کے بس کی بات نہیں یہ سب خصوصیات فقط علی احمد فاطمی میں پائی جاتی ہیں۔ آپ بڑے حوصلہ مند اور باکردار شخصیت کے مالک تھے۔ غضنفر علی نے بڑی خوب صورتی سے ان کا خاکہ تحریر کیا ہے یوں لکھتے ہیں:

> "دبلا پتلا جسم، اوسط قد، گیہواں رنگ پکی عمر مگر کچالک، جیسے کوئی جواں سال مرد، پیشانی سے لے کر آدھے سر تک پورا چاند، یہ چاند اس چرخ پر چمک رہا ہے جس کے مطلع پر کبھی ایک ایسا مشرقی ماہتاب طلوع ہوا تھا جس نے مغربی آفتاب کے تابناک چہرے کو اپنے اکبری طنز یہ تیروں سے نہ صرف یہ کہ داغدار کیا بلکہ اپنے غروب ہونے پر مجبور بھی کر دیا تھا۔"(7)

اس اقتباس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ غضنفر نے الفاظ کے ذریعے جو شخصیت کی تصویر کشی کی ہے علی احمد فاطمی کے قد و کاٹھ اور صحت مند جسم کے ساتھ اسے الہ آباد کا چاند کہا ہے جس کی چاندنی دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس چاند کو پہچانا تھوڑا مشکل ہوتا ہے لیکن غور کرنے پر نظر آنے لگتا ہے۔ اور اس تابناک چاند کے مقابلے میں باقی تمام روشن چاندوں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔ خاکہ نگار نے وہ تمام خوبیاں بیان کیں ہیں جو فاطمی میں موجود ہیں۔ وہ ہر لحاظ سے عالی مرتبت ہیں دوستی، مقرری، خوش بیانی اور معلمی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بہترین شاگرد، بھروسہ مند، قابلِ اعتماد اور وفادار ساتھی بھی ہیں۔

غضنفر نے خالد محمود جیسے ممتاز استاد، مترجم، نقاد، مزاح نگار، شاعر اور نثر نگار پر خاکہ تحریر کیا ہے۔ خالد محمود کی نثری کتابیں جن میں "ادب کی تعبیر"، "ادب اور صحافتی ادب"، "اردو سفر ناموں کا تنقیدی مطالعہ وغیرہ کو ادبی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ آپ کے شعری مجموعے جن میں سمندر آشنا"، "شعر زمین" اور شعر چراغ" کو بھی داد و تحسین سے نوازا جا چکا ہے۔ آپ نے بے شمار رسالے نکالے ہیں۔ اور اندرونی و بیرونی علمی و ادبی اداروں نے آپ کی خدمات کے پیش نظر آپ کو انعامات و اعزازات سے نوازا گیا ہے۔ غضنفر نے اپنی کتاب "سرخ رو" میں "ایک چہرے کا آدمی" کے عنوان سے خالد محمود کا خاکہ تحریر کیا ہے۔ غضنفر لکھتے ہیں:

> "ایک ایسا چہرہ جس پر ایک شفیق باپ کی شفقت، ایک مخلص رفیق کی رفاقت، ایک جہاں دیدہ فلسفی کی متانت، ایک باریک بین محقق کی محنت، ایک سچے ادیب کی تخلیقیت، ایک ہمہ

جہت عالم کی علمیت، اور ایک نکتہ رس نقاد کی بصیرت کے ریشمی دھاگوں کے تانے بانے نہایت باریکی اور چابک دستی سے تنے رہتے ہیں اور ان تانوں بانوں سے علم وآگہی اور شعور و ادراک کے رنگ برنگ کے گل بوٹے ابھرتے رہتے ہیں جو اپنے رنگ و نور سے مخاطب کے ذہن و نظر کو علم و شعور اور دیدہ و دل کو کیف و سرور سے بھر دیتے ہیں۔"(8)

خاکہ نگار نے خالد محمود کو شفیق باپ، مخلص رفیق اور جہاں دیدہ فلسفی کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہی خصوصیات قارئین کو ان کی شخصیت میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے کافی ہیں۔ خالد محمود کا خاکہ تحریر کیا ہے۔ اس میں زبان و بیان کی گہرائی کے ساتھ شخصی خصائص کو سامنے لایا ہے۔ ایک جگہ غضنفر یوں لکھتے ہیں:

" ایسا چہرہ جس پر احساس دمکتا ہے۔ تخیل کی اڑان بھرتا ہے۔ لفظ بولتا ہے جس سے فکر و فن کا آہنگ پھوٹتا ہے۔ کائنات کا کرب ٹپکتا ہے۔ انسانیت کا درد مترشح ہوتا ہے غم آدم منعکس ہوتا ہے۔ اخوت اور محبت کا رنگ جھلکتا ہے۔ پلکوں پر شعر چراغ جلتے ہیں۔ آنکھوں میں تخلیقیت کا خمار رقص کرتا ہے اور لبوں سے لفظ و معنی کے اسرار کھلتے ہیں۔ پیشانی پر ایسے گہرے بھاؤ ہوتے ہیں جیسے وہ چہرہ سمندر آشنا ہو۔ ادب کی تعبیر اور کالے کنویں کا حال جانتا ہو اور جو حیات و کائنات کے بگاڑ کے لئے دکھی اور بناؤ کے لیے فکر مند رہتا ہے۔"(9)

خالد محمود ایک حساس طبیعت کے مالک ہیں ۔ اسی وجہ سے ان کی تخلیقات میں نہ صرف انسانیت بلکہ پوری کائنات کا درد ٹپکتا ہے۔ وہ بھائی چارہ اور اخوت کا درس دیتے ہیں۔ وہ کائنات کے تباہ حال صورت حال کے لیے دکھی اور غم زدہ ہیں۔

فرحت احساس ایک مشہور شاعر مترجم اور صحافی ہیں۔ انہوں نے شاعری کے ساتھ ساتھ سیاسی، سماجی اور ثقافتی مسائل پر بھی قلم اٹھایا ہے۔ آپ نے ۲۵۰ سے زائد مضامین انسانی صورت حال پر لکھے ہیں۔ اس کے علاوہ آل انڈیا ریڈیو سے بھی منسلک رہے۔

غضنفر فرحت احساس کے بارے میں خاکہ میں یوں تحریر کرتے ہیں:

" فرحت احساس بلا شبہ ایک سیکولر ذہن رکھنے والا شخص ہے اور اس کا کیش ترک رسوم ضرور ہے مگر اہل وطن کے ہاتھوں اس کی ملت کی بے وطنی مسلسل ایذا رسانی، بے زمینی اور شہر بدری نے اس کے صبر و ضبط کا بند توڑ دیا اور اس کا شعور اپنا توازن کھو بیٹھا۔"(10)

فرحت احساس صحیح معنوں میں عاشق ہے۔ اس کے عشق میں جگر کا خون شامل ہے۔ راتوں کی نیندیں حرام ہیں۔ بے سکونی ہی بے سکونی ہے۔ ان کا ایسا عشق ہے جس سے اس کے دونوں جہاں دنیا اور آخرت خراب ہو رہے ہیں۔ ان کو غم عشق کے ساتھ ساتھ غم روزگار کا بھی سامنا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ ساری زندگی کرب میں مبتلا رہے۔ فرحت نے جس طرح غم دوراں، غم جاناں اور غم روزگار کو جس طرح جھیلا غضنفر نے اسی کرب کے ساتھ خاکہ میں عکاسی کی ہے۔

ابوالکلام قاسمی ہندوستان کے ایک مشہور شاعر، مترجم، عالم اور نقاد تھے۔ آپ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں فیکلٹی آف آرٹس کے ڈین رہے۔ اس کے ساتھ ماہنامہ تہذیب الاخلاق کے مدیر کی حیثیت سے بھی خدمات سر انجام دیں ہیں۔ آپ کو ساہیتہ اکیڈمی اور غالب ایوارڈ سے بھی نوازا گیا ہے۔ قاسمی کا شمار ان نقادوں میں ہوتا ہے جن کو تحریر کے ساتھ ساتھ تقریر پر بھی عبور حاصل ہے۔ قاسمی کی تقریر بڑی پر کشش ہوتی ہے۔ آپ ان لوگوں کی طرح ہیں جو بغیر تیاری کے اسٹیج پر جا کر بڑی خوبصورتی کے ساتھ ایسے جملے کہ جاتے ہیں کہ سننے والا حیران رہ جاتا ہے۔ قاسمی کی تقریر میں لہجے کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ زبان و بیان بھی بڑی موثر ہوتی ہے۔ موزوں اور مناسب الفاظ کے ساتھ ان کی تقریر میں شستگی اور شگفتگی کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ قاسمی نے ہمیشہ لوگوں کا خیال رکھا ہے ہمیشہ چھوٹوں کے ساتھ شفقت اور بڑوں کے ساتھ احترام سے پیش آتے تھے۔ آپ خوش گفتار، ملنسار، خوش اطوار اور خوش اخلاق انسان تھے۔ ان کی رواداری کے قصہ دور دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ ہمیشہ لوگوں کو کھلاتے رہے ہیں۔ ہوٹلوں میں اکثر دوستوں کے ساتھ چائے پینے کے بعد پہلے جا کر بل کی ادائیگی کرتے۔ غضنفر نے "دیکھ لی دنیا ہم نے" میں قاسمی صاحب کا خاکہ خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔

> "غور سے دیکھا تو ایک مشرقی وضع قطع کا پتلا دبلا معمولی شکل و صورت کا لڑکا کچھ دوری پر کھڑا تھا۔ اس نے مجھ پر کوئی خوش گوار تاثر نہیں چھوڑا، مگر قریب پہنچنے پر جیسے ہی اس نے منہ کھولا تو نہ صرف چمک دمک پیدا ہوئی بلکہ اس میں مغربی گل بوٹے بھی لگ گئے دبلا پتلا جسم یک لخت بھاری بھرکم میں تبدیل ہو گیا اور معمولی شکل و صورت نہایت پر کشش لگنے لگی۔"(11)

غضنفر نے قاسمی کا خاکہ لکھتے وقت الفاظ سے تصویر کشی کی ہے یوں جیتا جاگتا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔

غضنفر نے عنبر بہرائچی کا خاکہ تحریر کیا۔ عنبر بہرائچی کا اصل نام محمد ادریس تھا۔ والد کا نام جمیل احمد جمیل تھا جو ایک مشہور نعتیہ شاعر تھے۔ آپ نے ہائی سکول کے زمانے سے لکھنا شروع کیا۔ مختلف زبانوں میں لکھتے رہے جس میں اردو، سنسکرت، ہندی اور انگریزی شامل ہیں۔ غضنفر نے عنبر بہرائچی کا خاکہ اس طرح پیش کیا ہے۔

> " دریاؤں جیسا کشادہ، شفاف، گہرا، محبت، خلوص، اخلاق اور مروت کے موتیوں سے بھرا ہوا۔ دل کے ساتھ عنبر کے گھر کا دروازہ بھی مجھ پر وا ہوا۔ دل ہی کی طرح گھر کے آنگن، لان، ڈرائنگ روم، کچن سب میں کشادگی، پھیلاؤ، سادگی، کھلا پن اور اپنا پن بھی۔ ایسا لگتا ہے جیسے شہر کے اس مکان میں گاؤں کا گھر بس گیا ہو۔ "(12)

بشریٰ غضنفر علی کی زوجہ ہے۔ غضنفر نے سرخ رو میں بشریٰ کا خاکہ احسن طریقے سے لکھا ہے۔ جس سے قاری کے سامنے آپ کی ازدواجی زندگی بالکل عیاں ہو جاتی ہے۔ ہر انسان کی طرح آپ کی زندگی میں بھی اتار چڑھاؤ آتا رہا۔ اچھے اور برے دنوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن بشریٰ جو مالدار گھر کی بیٹی ہے اس نے کبھی غضنفر سے بے جا فرمائش نہیں کی۔ بشریٰ نے اپنے خاوند کو پر سکون زندگی اور ماحول فراہم کیا۔ وہ نہایت سادہ مزاج، نرم دل، کفایت شعار ہونے کے ساتھ ایک سلیقہ مند خاتون ہیں۔ ان پر اچھے اور برے دن آئے۔ اچھے دن آجانے کے بعد بھی ان میں کبھی غرور و تکبر دکھائی نہیں دیا۔ غضنفر بشریٰ کے بارے میں لکھتے ہیں:

> " غیروں کے غم میں شرک ہونا، دوسروں کے دکھ کو خود سہنا، خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کو آرام پہنچانا، رات رات بھر جاگ کر بیماروں کی تیمارداری کرنا، اپنا سکون گنوانا، اس کے لیے کبھی کبھی میری پرواتک نہ کرنا اور میری ناراضگی مول لینا یہ وصف ہے کہ آدمی کو بیوی اور ماں کے زمرے سے نکال کر کسی اور زون میں پہنچا دیتا ہے۔ "(13)

اس اقتباس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بشریٰ غضنفر اور بچوں کے ساتھ ساتھ دوسروں کی فکر بھی کرتی ہیں، فلاں ناراض نہ ہو جائے اس چکر میں وہ اپنے شوہر کی ناراضگی بھی مول لے لیتی ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ فکر اپنے شوہر ہی کی کرتی ہیں۔ ان کی شادی کو ۲۶ سال ہو چکے ہیں مگر اس کے باوجود بھی انہوں نے اپنے فرائض میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔

پروفیسر اودے نرائن سنگھ جیسے مشہور ماہر زبان پر بھی غضنفر نے خاکہ تحریر کیا۔ اودے نرائن سنگھ کو کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ جس میں ہندی، اردو، انگریزی اور سنسکرت شامل ہیں۔ ان کو نالوں کے متعلق تراجم اور

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue I, (Jan to March 2023)

زبانوں کی ساخت کا گہرا علم تھا۔ آپ نے یونیورسٹیوں میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیے۔ پروفیسر اودے نرائن سنگھ کو حکومت ہند کے ساتھ مختلف اداروں نے کئی انعامات اور اعزازات سے نوازا ہے۔ غضنفر نے اپنی کتاب "سرخ رو" میں پروفیسر صاحب کا خاکہ "بھاشا کا جادوگر" کے نام سے تحریر کیا ہے۔ پروفیسر اودے نرائن سنگھ ہر جگہ جادو دکھاتا ہے۔ ان کے ڈراموں، نظموں، مضامین، مقالوں، انتظاموں، علمی منصوبوں کے ساتھ ان کے دفتری معاملات میں بھی ان کے کمالات نظر آتے ہیں۔ وہ دوسروں کے دلوں میں جھانک کر اس کے سینے کا راز معلوم کرنے پر قادر ہیں۔ یہ کام اتنی فن کاری سے کرتے ہیں کہ سننے والا حیران رہ جاتا ہے۔ غضنفر نے پروفیسر صاحب کے بارے میں یوں لکھا ہے:

> "وہ اپنی بات کو اپنے مخالفین سے بھی منوا لیتا ہے۔ کبھی کبھی اس کے مخالفین یہ طے کر کے محفل میں آتے ہیں کہ ہر حالت میں اس کی بات کی تردید کریں گے مگر جب وہ شخص اپنی بات شروع کرتا ہے تو اس کے مخالفین کی مت ماری جاتی ہے۔ ان کے ارادے بدل جاتے ہیں۔ وہ اس کی بات کو اس انہماک اور دلچسپی سے سننے لگتے ہیں جیسے وہ ان کے حق میں کہی جا رہی ہوں۔"(14)

پروفیسر نرائن دوسروں کی باتوں کو بھی ماننے اور اپنی بات بھی منوانے کا ہنر رکھتے ہیں۔ غضنفر نے ان کی ایسی لفظی تصویر کھینچی ہے کہ نرائن کی شخصیت کے وہ گوشے جن سے باقی لوگ واقف نہیں ہیں ان کو بھی سامنے لاتے ہیں۔

غضنفر ایک اعلیٰ پایہ کے خاکہ نگار ہیں۔ انہوں نے زبان و بیان کا بہت خیال رکھا ہے۔ دیگر اصناف کی طرح خاکہ نگار کے اظہار کا ذریعہ بھی زبان ہے۔ زبان و بیان کی فضائیں لامحدود ہوتی ہیں۔ ادب کا مصور جب ان فضاؤں میں پرواز کرتا ہے تو کائنات کی کسی شے یا کسی کیفیت کو مقید کر لانا اس کے لیے مشکل کام نہیں ہے۔ فطری حسن منتشر حالت میں ہوتا ہے۔ لالہ صحرائی کی خوبصورتی چشم آہو میں نہیں ملتی۔ اور نہ دریاؤں کا خرام چکور کے رقص میں پایا جاتا ہے لیکن ادب کا صالح ان سب کے حسن کو اپنی تصویر میں سمیٹ لانے پر قادر ہوتا ہے۔ وہ جب کسی کا سراپا اتارتا ہے تو قدرت کے بے شمار مظاہر حسن کو ایک جگہ کر دیتا ہے۔ ادب کی کوئی بھی صنف زبان و بیان کے سہارے کے بغیر ایک قدم بھی آگے نہیں جاتی یہی حال خاکے کا بھی ہے چوں کہ خاکہ بیانیہ تحریر کا نمونہ ہے اس لحاظ سے اس میں بیان کو کافی اہمیت حاصل ہے۔ بیان کی صناعی کے ذریعے ہی خاکہ نگار کسی شخصیت کو اس کے مصائب و

محاسن، قوتوں اور کمزوریوں لطافتوں اور کثافتوں کے ساتھ ساتھ لفظوں کا امیر کر دیتا ہے۔ وہ حالات مقامات، واقعات اور کردار کو حقیقت سے قریب بلکہ عین حقیقت کے مماثل بنانے کے لیے الفاظ ہی سے کھیلتا ہے۔ غضنفر نے ان تمام لوازم کا خیال رکھا ہے۔

غضنفر نے فصاحت و بلاغت سے کام لیا ہے۔ غضنفر کے خاکوں میں زبان و بیان کا استعمال بہت عمدہ ہے انہوں نے اپنے خاکوں میں کہیں شوخی و ظرافت کے ساتھ ساتھ شگفتہ بیانی اور سنجیدگی کا بھی مظاہرہ کیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ غضنفر، کتابی دنیا، نئی دہلی، ۲۰۲۱ء، ص ۲۶

۲۔ ایضاً، ص ۳۰

۳۔ ایضاً، ص ۳۲

۴۔ ایضاً، ص ۴۷

۵۔ ایضاً، ص ۵۱

۶۔ ایضاً، ص ۳۱

۷۔ ایضاً، ص ۶۳

۸۔ ایضاً، ص ۴۷

۹۔ ایضاً، ص ۴۷

۱۰۔ ایضاً، ص ۹۱

۱۱۔ غضنفر، دیکھ لی دنیا ہم نے، عرشیہ پبلی کیشنز، دہلی، ۲۰۲۲ء، ص ۱۲۵

۱۲۔ غضنفر، کتابی دنیا، نئی دہلی، ۲۰۲۱ء، ص ۱۰۵

۱۳۔ غضنفر، کتابی دنیا، نئی دہلی، ۲۰۲۱ء، ص ۱۱۳

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۱۲